ٹخنے سے نیچے
کپڑے پہننے کا شرعی حکم
اس رسالہ میں عام حالات میں ٹخنے سے نیچے
کپڑے پہننے؛ بالخصوص نماز سے قبل پائنچے
موڑنے پر مفصل اور محقق کلام کیا گیا ہے ۔
تالیف
مفتی امداد الحق بختیار
استاذ حدیث و شعبۂ افتا جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدر آباد ، انڈیا
1
2
3
4

ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہننے کا شرعی حکم

اس رسالہ میں عام حالات میں ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہننے، بالخصوص نماز سے قبل پائینچے موڑنے پر مدلل و مفصل بحث کی گئی ہے۔

تالیف

مفتی امداد الحق بختیار

(استاذ حدیث وشعبہ افتادار العلوم حیدرآباد)

ناشر

دار العلوم سبیل السلام، لونی، غازی آباد، یوپی

يَا بَنِيْ آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُوَارِيْ سَوْءاتِكُمْ وَرِيْشاً وَلِبَاسُ التَّقْوَىَ ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ۔

(الأعراف:۲٦)

اے اولادِ آدم!

ہم نے تمہارے لیے لباس فراہم کیا ہے، جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپا دیتا ہے اور زینت کا ذریعہ ہے اور تقوے کا لباس سب سے بہتر ہے، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے؛ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

ترتیب

حرفِ آغاز

زمانہ جوں جوں دورِ نبوت سے دور ہوتا جارہا ہے، مسلمانوں میں غیر اسلامی رسوم ورواج، طور طریقے اور غیر قوموں کی تہذیب آتی جارہی ہے، دلوں سے اسلام کی عظمت اور اس کا احترام ہلکا ہوتا جارہا ہے، مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے شیطانی حملے تیز سے تیز تر ہوتے جارہے ہیں، جب کہ اسلام ہی ایسا واحد مذہب ہے، جس نے اپنے ماننے والوں کی زندگی کے ہر شعبے میں واضح رہنمائی کی ہے، اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں شریعت کے مطابق زندگی جینے سے متعلق ہر مسئلے کا ایک عملی نمونہ ہمیں ملتا ہے، اس کے باوجود بہت سے مسلمان شیطانی فریب کے شکار ہیں، مثلاً:

ٹخنے سے اوپر لباس رکھنے کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اتنی واضح ہیں کہ ان میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں، پھر بھی المیہ یہ ہے کہ اچھے خاصے دینی شعور رکھنے والے حضرات بھی آج اس میں مبتلا ہیں، اور اپنے اس غلط عمل کی ایسی بے جا تاویل کرتے ہیں جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ اور شریعت اسلامیہ کی حقیقی روح کے مغایر ہے، اس مسئلے میں شریعت کی روح کیا ہے، درج ذیل حدیث سے صاف واضح ہوتا ہے:

ایک صحابی کا تہبند ٹخنوں سے نیچے تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اوپر

اٹھالو، کیوں کہ اس میں (دینی فائدے کے ساتھ) دو دنیوی فائدے بھی ہیں، ایک یہ کہ کپڑا گندگی سے دور رہتا ہے، دوسرے یہ کہ کپڑا زمین سے گھسٹنے کی وجہ سے پھٹتا نہیں، صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو معمولی کپڑا ہے، اس میں زیادہ احتیاط کی ضرورت نہیں، پھٹ جائے کوئی بات نہیں، اس کے بعد پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا، اسے غور سے سنیے، اور جو حضرات کسی بھی تاویل سے ''اسبال ازار'' (یعنی ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھنے) کے عمل میں مبتلا ہیں وہ اپنا جائزہ لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد عالی کے بعد ایک مومن اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے کیا ہمارے لیے زیب دیتا ہے کہ ہم ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''أمالك فيَّ أسوة''

کیا میں تمہارے لیے نمونہ نہیں ہوں؟

یعنی کپڑے کیسے بھی ہوں، ماحول کیسا بھی ہو، زمانہ کوئی سا بھی ہو، تمہارے لیے ضروری ہے کہ مجھے ہی نمونہ (Ideal) بناؤ، اس لیے مسلمانوں کا چاہیے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمونہ بنائیں اور اپنی چوبیس گھنٹے کی زندگی میں بغیر کسی تاویل کے اسبال ازار کے عمل سے پورے طور پر اجتناب کریں۔

ہمارے بعض نوجوان جو چست جینز اور پینٹ وغیرہ پہنتے ہیں، وہ نماز سے پہلے پائینچے موڑ کر ٹخنے کھول لیتے ہیں؛ تاکہ کم از کم ان کی نماز سنت کے مطابق ہو جائے، ان کا یہ عمل بعض اعتبار سے قابل تحسین ہے؛ کیوں کہ یہ سنت کے احترام میں ہے، لیکن بعض مکاتب فکر کے ہمارے دینی بھائی اس عمل کو غلط قرار دیتے ہیں، انہیں فقہاء کی بعض

عبارتوں سے مغالطہ ہوا ہے، اسی طرح حدیث کے سمجھنے میں بھی ان سے چوک ہوئی ہے، ہم نے اپنی اس حقیر کاوش میں صحیح احادیث، نیز محدثین کرام کی تشریحات اور فقہاء کے مستند اقوال ذکر کیے ہیں، جن سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ نماز سے قبل پائینچے موڑنے کا عمل درست ہے، خدا کرے ہمارے ان بھائیوں کو بھی اس تحریر سے فائدہ ہو، اور مسئلے کی صحیح صورت ان کے سامنے آجائے، جو ان شاء اللہ ان کے لیے بھی خیر کا باعث ہوگی، اور میرے لیے بھی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا کرے۔

نیز یہ بیان کرنا انتہائی ناگزیر ہے کہ اس عمل خیر کے محرّک ہمارے کرم فرما مولانا فیض الدین صاحب عم فیضہ (مہتم دار العلوم سبیل السلام، لونی، غازی آباد، یوپی) ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی اس تحریک کو قبول فرمائے!

اخیر میں باری تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بہ دعاء ہوں کہ اس حقیر کوشش کو قبولیت سے سرفراز فرمائے اور میری اور میرے والدین کی مغفرت کا ذریعہ بنائے، آمین!

اللّٰهم تقبله مني واجعله ذخرالي ولوالديّ ياأرحم الراحمين۔

امداد الحق بختیار

استاذ دار العلوم حیدرآباد

۵/ ۶/ ۱۴۳۵ھ=۶/ ۴/ ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات تحسین

اسلام ایک ایسا جامع دستور حیات کا نام ہے، جس میں حیات انسانی کی مکمل رہبری ورہنمائی موجود ہے، خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے، انسان کی انفرادی زندگی سے ہو یا اجتماعی زندگی سے، اسلام نے جس طرح رہنے سہنے اور کھانے پینے کے اصول دیے ہیں، اسی طرح کپڑے پہننے کے سلسلے میں بھی مکمل رہنمائی فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح غیر اسلامی اور غیر قوموں کے مشابہ لباس سے منع فرمایا ہے، اسی طرح ایسا لباس جس سے تکبر کا شائبہ محسوس ہو رہا ہو، اس سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے، اسلامی لباس کا ایک محکم ضابطہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ مردوں کا لباس ٹخنوں سے نیچے نہیں ہونا چاہئے، ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت وعید بیان فرمائی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار

ٹخنوں کا جو حصہ کپڑے میں چھپا ہوگا، وہ جہنم میں جلے گا۔

(بخاری، حدیث: ۵۷۸۷)

پیش نظر رسالہ میں مصنف نے اسلامی لباس کے بنیادی اصول بیان کرتے ہوئے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی شرعی حیثیت سے بحث کی ہے، اسی طرح نماز کی حالت میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کی قباحت صحیح احادیث کی روشنی میں واضح کی ہے، نیز ایک مختلف فیہ مسئلہ کہ نماز سے قبل ٹخنوں سے اوپر کپڑا موڑنا درست ہے یا نہیں؟ اس کا احادیث کی روشنی میں محققانہ جائزہ لے کر قول فیصل ذکر کیا ہے، اس طرح

یہ رسالہ الحمدللہ اپنے موضوع پر جامع اور دلکش ہے۔

رسالہ کے مرتب جناب مفتی امداد الحق بختیار صاحب (استاذ دار العلوم حیدرآباد) ایک کامیاب اور مقبول مدرس ہونے کے ساتھ، بہترین انشاء پرداز بھی ہیں، ان کی تحریریں گاہے بگاہے اخبارات اور ملک کے متعدد مؤقر رسالوں سے شائع ہوتی رہتی ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کو اپنے والد سے جس طرح ظاہری ساز وسامان بطور وراثت ملتا ہے، اسی طرح باطنی خصوصیات اور کیفیات بھی وراثت میں ملتی ہیں، مفتی صاحب کے والد بزرگوار جناب مولانا محب الحق صاحبؒ ایک کامیاب مصنف کی فہرست میں شمار ہوتے ہیں، ان کی ایک درجن سے زائد کتابیں شائع ہوچکی ہیں، مولانا کو اپنے والد کی وراثت میں یقیناً تحریری ملکہ بھی ملا ہے؛ بالخصوص مفتی صاحب کے والد بزرگوار کے رحلت فرما جانے کے بعد مشاہدہ کرنے والوں کا مشاہدہ ہے کہ ان کے قلم میں روانی اور تحریر میں پختگی پیدا ہوگئی ہے، مصنف موصوف تحریر کا ایک صاف ستھرا ذوق رکھتے ہیں، مذکورہ رسالہ ان کی تحریر کی پختگی اور عمدہ ذوق تحریر کا بہترین غماز ہے۔

اس رسالہ میں مصنف موصوف نے ہر مسئلے کو قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل بیان کیا ہے، یہ رسالہ علمی دنیا میں اپنے موضوع پر انشاء اللہ ایک نئے باب کا اضافہ، اہل تحقیق کی آنکھوں کا سرمہ، اور اصحاب عمل کے راہ کا راہبر ثابت ہوگا، انشاء اللہ رسالہ کو پڑھ کر مخالفین خاموش اور موافقین داد تحسین دیں گے، اللہ تعالیٰ مصنف کی اس تحریر کو قبول فرمائے، ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے، اور مزید تحقیقی اور تالیفی کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مفتی امانت علی قاسمی

استاذ افتاء دار العلوم حیدرآباد

۲۷/۵/۱۴۳۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، أما بعد!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے اور کھانے پینے وغیرہ زندگی کے سارے معمولات کے بارے میں احکام وآداب کی تعلیم دی اور بتلایا کہ یہ حلال ہے یہ حرام، یہ صحیح ہے اور یہ غلط، یہ مناسب ہے اور یہ نامناسب، اسی طرح لباس اور کپڑے کے استعمال کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح ہدایات دی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس سلسلے کے ارشادات اور ذاتی معمولات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم وہدایت کا بنیادی نقطہ یہی ہے، کہ لباس ایسا ہو جس سے ستر پوشی کا مقصد حاصل ہو اور دیکھنے میں آدمی باجمال اور باوقار معلوم ہو، نہ تو ایسا ناقص ہو کہ ستر پوشی کا مقصد ہی پورا نہ ہو، اور نہ ہی ایسا گندہ یا بے تکا ہو کہ بجائے زیب وزینت کے آدمی کی صورت بگاڑ دے، اور دیکھنے والوں کے دلوں میں تنفّر وتوحّش پیدا ہو، اسی طرح یہ کہ آرائش وتجمّل کے لیے افراط اور بے جا اسراف بھی نہ ہو، نیز شان وشوکت کی نمائش اور برتری کا اظہار وتفاخر بھی مقصود نہ ہو، جو مقام عبدیت کے بالکل خلاف ہے۔

اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ جن بندوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو، انہیں چاہیے کہ اس طرح رہیں اور ایسا لباس پہنیں، جس سے محسوس ہو کہ اُن پر ان کے رب کا فضل ہے، یہ شکر کا ایک شعبہ ہے، لیکن بے جا تکلف واسراف سے پرہیز کریں، اسی کے ساتھ اس کا بھی لحاظ رہے کہ غریب ونادار بندوں کی دل شکنی

اور اُن کے مقابلہ میں تفوّق و برتری کی نمائش نہ ہو۔ نیز یہ کہ ہر لباس کو اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ سمجھیں اور اس کے شکر کے ساتھ استعمال کریں۔ بلاشبہ ان احکام و ہدایات کی تعمیل کے ساتھ ہر لباس کا استعمال ایک طرح کی عبادت اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ ہوگا۔

اس تمہید کے بعد اس سلسلہ کی حدیثیں ذیل میں پڑھیے۔

لباس میں تفاخر اور نمائش کی ممانعت

عن ابن عمر قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: من لبس ثوبَ شهرةٍ في الدنيا، ألبسه اللّٰہ ثوبَ مذلة يوم القيامة۔

(نسائی، کتاب الزینۃ، ذکر ما یستحب من الثیاب وما یکرہ، حدیث نمبر: ۹۵۶۰)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی دنیا میں نمائش اور شہرت کے کپڑے پہنے گا، اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت و رسوائی کے کپڑے پہنائے گا۔

تشریح: حدیث میں "**ثوب شهرت**" سے مراد وہ لباس ہے، جو اپنی شان و شوکت کی نمائش کے لیے اور لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لیے پہنا جائے، ظاہر ہے کہ اس کا تعلق آدمی کے دل اور اس کی نیت سے ہے، ایک ہی کپڑا اگر نام و نمود اور نمائش کے لیے اور اپنی بڑائی کے مظاہرہ کے لیے پہنا جائے، تو گناہ اور اس حدیث کا مصداق ہوگا، اور وہی کپڑا اگر اس نیت کے بغیر پہنا جائے، تو جائز اور بعض صورتوں میں موجب اجر و ثواب ہوگا، لہٰذا ہر بندہ کو اپنے دل، اپنی نیت اور اپنے لباس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے، یہی اس حدیث کا پیغام ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر کاربند فرمائے!

متکبرانہ لباس کی ممانعت اور سخت وعید

عہدِ نبویؐ میں عرب متکبرین کا یہ فیشن تھا کہ کپڑوں کے استعمال میں بہت اسراف سے کام لیتے تھے اور اس کو بڑائی کی نشانی سمجھا جاتا تھا، "ازار" یعنی تہبند اس طرح باندھتے تھے کہ چلنے میں نیچے کا کنارہ زمین پر گھسٹتا تھا، اسی طرح قمیص اور عمامہ اور دوسرے کپڑوں میں بھی اسی قسم کے اسراف کے ذریعہ اپنی بڑائی اور چودھراہٹ کی نمائش کرتے، گویا اپنے دل کے استکبار اور احساس بالاتری کے اظہار اور تفاخر کا یہ ایک ذریعہ تھا، اور اس وجہ سے متکبرین کا یہ خاص فیشن بن گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی سخت ممانعت فرمائی اور نہایت سنگین وعیدیں اس کے بارے میں سنائیں:

عن ابن عمرَ، أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: من جرَّ ثوبه خيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة۔

(بخاری، کتاب المناقب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لوکنت متخذا خلیلا۔۔۔۔حدیث نمبر: ۳۶۶۵، مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم جر الثوب خیلاء۔۔۔۔حدیث نمبر: ۲۰۸۵)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جو کوئی اپنا کپڑا کبر وغرور اور فخر کے طور پر زیادہ نیچا کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہ اٹھائے گا۔

عن أبي سعيد الخدري قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول: إزرة المؤمن إلى أنصاف ساقيه، لا جناح عليه

فيما بينه وبين الكعبين، وما أسفل من ذلك ففي النار، قال ذلك ثلث مراة ولا ينظر الله يوم القيامة إلى من جرّ إزاره بطراً۔

(ابوداؤد، اللباس، باب فی قدر الموضع من الازار، حدیث نمبر:۴۰۹۵)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے کہ: مومن بندے کے لیے ازار یعنی تہبند باندھنے کا طریقہ (یعنی بہتر اور اولیٰ صورت) یہ ہے کہ نصف ساق تک (یعنی پنڈلی کے درمیانی حصہ تک ہو) اور نصف ساق اور ٹخنوں کے درمیان تک ہو تو یہ بھی گناہ نہیں ہے، (یعنی جائز ہے) اور جو اس سے نیچے ہو تو وہ جہنم میں ہے (یعنی اس کا نتیجہ جہنم ہے) (راوی کہتے ہیں) کہ یہ بات آپ نے تین دفعہ ارشاد فرمائی (اس کے بعد فرمایا) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس آدمی کی طرف نگاہ اٹھا کے بھی نہ دیکھے گا، جو ازراہ فخر وتکبر اپنی ازار گھسیٹ کے چلے گا۔

تشریح: ان حدیثوں میں فخر اور غرور والا لباس استعمال کرنے والوں کو یہ سخت وعید سنائی گئی ہے کہ وہ قیامت کے اس دن میں جب کہ ہر بندہ اپنے رب کریم کی نگاہ رحم وکرم کا سخت محتاج ہوگا، وہ اس کی نگاہ رحمت سے محروم رہیں گے، اللہ تعالیٰ اس دن ان کو بالکل ہی نظر انداز کردے گا، ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا، کیا ٹھکانہ ہے اس محرومی اور بدبختی کا، **اللهم احفظنا!**

حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کے لیے اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ تہبند اور اسی طرح پاجامہ نصف ساق تک ہو اور ٹخنوں کے اوپر تک ہو، تو یہ بھی جائز ہے، لیکن اس سے نیچے جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ ہے اور اس پر جہنم کی وعید ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کی حدیث اور اس کی صحیح تشریح

عن ابن عمر، عن النبي ﷺ قال: من جرّ ثوبه خيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة، فقال أبو بكر: يا رسول الله إزاري يسترخي إلا أن أتعاهده، فقال له رسول الله ﷺ: إنك لست من يفعله خيلاء۔

(بخاری، کتاب اللباس، باب من جرازارہ من غیر خیلاء، حدیث نمبر: ۵۷۸۴)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو کوئی فخر و تکبر کے طور پر اپنا کپڑا زیادہ نیچا کرے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا، حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ: میرا تہبند اگر میں اس کا خیال نہ رکھوں، تو نیچے لٹک جاتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو فخر و غرور کے جذبہ سے ایسا کرتے ہیں۔

(معارف الحدیث، کتاب المعاشرۃ والمعاملات ج۶ص ۲۸۳ تا ۲۹۲)

تشریح: حضرت ابو بکر صدیقؓ دبلے پتلے جسم والے تھے، جس کی وجہ سے کبھی کبھار چلتے ہوئے آپ کا تہبند بے دھیانی میں ٹخنوں سے نیچے سرک جاتا تھا، اور یاد آنے پر

پھر فوراً آپ تہبند درست فرماتے، جس کی حدیث میں صراحت مذکور ہے، اور واضح طور پر یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وعید کا مصداق نہیں ہے، لیکن صحابہ کرام ؓ کا حال بالکل مختلف تھا، وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی ادنی سے ادنی خلاف ورزی (چاہے ظاہری طور پر ہی کیوں نہ ہو یا غفلت ولاشعوری کے عالم میں ہی ہو) برداشت نہ کرتے تھے، اور اس کا حکم ضرور معلوم کرتے؛ تا کہ کوئی صورت معافی کی نکل آئے، اس کی مثال وہ واقعہ ہے کہ ایک صحابی ؓ دوڑتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جارہے تھے، حضرت ابو بکر ؓ نے دریافت کیا کہ ایسے دوڑتے ہوئے کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے کہا مجھے چھوڑ دو میں منافق ہو گیا ہوں، کیوں کہ میری جو حالت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں رہتی ہے وہ بیوی بچوں کے درمیان نہیں رہتی، اور دو قسم کی حالت کا رہنا ہی نفاق ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب فضل دوام الذکر والفکر۔۔۔، حدیث نمبر: ۲۷۵۰)

اسی طرح کا معاملہ حضرت ابو بکر ؓ کے ازار کا تھا، ورنہ کبھی آپ ؓ نے قصداً اسبال ازار (ٹخنوں سے نیچے تہبند وغیرہ لٹکانے کا عمل) نہیں کیا، اور یہ حضرات صحابہ کرام ؓ کی دینی فکر اور اطاعتِ حکمِ الٰہی اور حکمِ رسول کی اعلیٰ مثال ہے کہ وہ اپنے اُن اعمال کو جو صرف صورۃً مخالفت کی فہرست میں آتے ہیں، انہیں بھی صریح مخالفت تصور کرتے ہیں، اور ان سے احتیاط برتتے ہیں۔

اسبال ازار کے مفاسد

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسبال ازار سے جو ممانعت فرمائی ہے اور اس پر اتنی سخت وعیدیں بیان کی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عمل ظاہری اور باطنی کئی طرح کے مفاسد کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے، اور ان میں سے ہر ایک شریعت کی نگاہ میں حرام

ہے، تو گویا اسبال ازار کرنے والا صرف ایک گناہ کا مرتکب نہیں ہو رہا ہے، بلکہ کئی گناہ اس سے سرزد ہو رہے ہیں، وہ مفاسد حسب ذیل ہیں:

(۱) اسراف: یعنی ضرورت سے زائد کپڑے کا استعمال کرنا اور اسراف کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے، اور اسراف کرنے والوں کو قرآن نے شیاطین کا بھائی بتایا ہے۔ (اسراء/۲۷)

(۲) عورتوں کے ساتھ مشابہت: ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھنا یہ عورتوں کا طریقہ ہے، اور عورتوں کا پہناوا ہے، لہٰذا اس عمل میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے، اور یہ شرعاً حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی ہے، جو عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ (بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبہین بالنساء ۔۔۔ حدیث نمبر: ۵۵۴۶، فتح الباری ۱۰/۳۲۵، کتاب اللباس)

(۳) نجاست لگنے کا خطرہ: ظاہر ہے کہ جب کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹک کر زمین سے گھسٹے گا، تو نجاست سے وہ محفوظ نہیں رہ سکتا، ایک حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی صراحت فرمائی ہے: "**ارفع ثوبک، فإنه أنقیٰ وأبقیٰ**" کہ اپنا کپڑا اوپر اٹھاؤ؛ کیوں کہ یہ صفائی اور کپڑے کی بقا کا ضامن ہے، جب صحابیؓ نے عرض کیا کہ یہ تو معمولی کپڑا ہے، اسے زیادہ دن تک باقی رکھنے کی ضرورت نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "**أمالک فيّ أسوة**" کیا میں تمہارے لئے نمونہ نہیں ہوں؟ یعنی کپڑا چاہے جیسا بھی ہو میری سنت کا اتباع مقدم ہونا چاہئے۔

(نسائی، کتاب الزینۃ، موضع الازار، حدیث نمبر: ۹۶۸۲)

(۴) تکبر کا اندیشہ: اسبال ازار کا یہ روحانی حملہ ہے کہ انسان اس کی وجہ

سے کبر میں مبتلاء ہوسکتا ہے، جس کی طرف اشارہ کئی احادیث میں آچکا ہے، لہٰذا اس سے کلی اجتناب کرنا چاہیے۔

(فتح الباری، کتاب اللباس، ۱۰/۳۲۵)

نماز میں اسبالِ ازار سے متعلق احادیث

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: بينما رجل يصلي مسبلاً إزاره، إذ قال له رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: إذهب فتوضأ ثم جاء، ثم قال: إذهب فتوضأ، فذهب فتوضأ ثم جاء فقال له رجل: يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما لك أمرته أن يتوضأ؟ قال: إنه كان يصلي وهو مسبل إزاره وإن الله جل ذكره لا يقبل صلاة رجل مسبل إزاره۔ (ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاسبال فی الصلاۃ، حدیث نمبر:۶۳۸)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہونے کی حالت میں نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: جاؤ، دوبارہ وضو کر کے آؤ، اور وہ شخص وضو کر کے آیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جاؤ، وضو کر کے آؤ، وہ شخص گیا اور وضو کر کے آیا، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے وضو کرنے کا حکم کیوں فرمایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہونے کی حالت میں نماز پڑھ رہا تھا

اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے، جو اپنی ازار ٹخنوں کے نیچے لٹکائے ہوئے ہو۔

تشریح: اس حدیث کی علماء نے چند تاویل کی ہیں، جو حسبِ ذیل ہیں:

(۱) دوبارہ وضو کرنے کا حکم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لیے عطا کیا؛ تا کہ وہ دورانِ وضو غور کر سکے اور اپنے عملِ مکروہ پر متنبہ ہو کر، اس سے پرہیز کرے، نیز اکمل وافضل طریقے پر نماز ادا کرے۔

(۲) اسبالِ ازار کے عمل کی وجہ سے، اس سے جو گناہ سرزد ہوا ہے، وضو کے ذریعہ وہ گناہ ختم ہو جائے۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ وضو کرنے کا حکم زجراً وتوبیخاً فرمایا ہے۔

(۴) حدیث میں نماز کے قبول نہ ہونے سے مراد کامل قبولیت ہے، یعنی اسبالِ ازار کے ساتھ نماز پڑھنے والے کا فرض تو ادا ہو جائے گا، لیکن اسے اللہ تعالیٰ کی مکمل خوشنودی حاصل نہ ہوگی۔

لہٰذا اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسبالِ ازار سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الستر، الفصل الثانی ۲/ ۲۳۴، مکتبہ امدادیہ، ملتان، پاکستان)

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول: من أسبل إزاره في صلاته خيلاء فليس من الله جل ذكره في حل ولا حرام۔

(ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب الاسبال فی الصلاۃ، حدیث نمبر: ۶۳۷)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص ازراہ تکبر نماز میں اپنی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے ہو، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ اس کے لیے جنت حلال ہوگی، نہ جہنم حرام ہوگی۔

تشریح: اس حدیث میں اگر چہ علماء نے تاویل کی ہے، لیکن حدیث کے ظاہر الفاظ بہت سخت ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسبالِ ازار کرنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے، لہٰذا ان مسلمانوں کے لیے اس حدیث میں لمحۂ فکریہ ہے، جو اسبالِ ازار کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں، نیز دوسری حدیث میں اسبال ازار کرنے والوں کو زبردست پھٹکار لگائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے نہ جنت حلال ہونے کا وعدہ ہے اور نہ جہنم حرام ہونے کی ضمانت، یعنی ایسا شخص جہنمی ہے، اس کا جنت میں داخلہ نہ ہوگا۔

کیا اگر تکبر نہ ہو تو ٹخنے سے نیچے کپڑے پہن سکتے ہیں؟

ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہننے کی وباء اتنی عام ہو چکی ہے کہ عوام کا تو پوچھنا نہیں، بہت سے اہل علم بھی اس طرح کپڑے پہنتے ہیں اور جب ان کو ٹوکا جاتا ہے، تو وہ ان احادیث کا سہارا لیتے ہیں جن میں ''خیلاء'' یعنی تکبر کی قید مذکور ہے، نیز حضرت ابوبکرؓ کی حدیث سے بھی یہ حضرات استدلال کرتے ہیں، تقریباً یہی حال ان حضرات کا بھی جنہیں دین کی کچھ سوجھ بوجھ ہے اور وہ اپنی زندگی دین کے مطابق نہیں، بلکہ دین کو اپنی زندگی کے مطابق کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں، اللہ ان سب کو دین کا صحیح فہم عطا کرے اور ان کی زندگیوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق کر دے۔

(آمین)

اسبال ازار کی احادیث میں ''خیلاء'' کی قید کی حقیقت

اسبال ازار کے سلسلے میں جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں، انہیں دو خانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) وہ احادیث جن میں ''خیلاء'' کی قید مذکور ہے، یعنی اگر کوئی تکبر کی بناء پر اسبال ازار کرتا ہے، اپنے آپ کو بہتر اور دوسرے کو گھٹیا سمجھتا ہے، تو ایسے شخص کے لیے وہ وعیدیں ہیں جو احادیث میں ذکر کی گئی ہیں۔

(۲) وہ احادیث جن میں ''خیلاء'' کی قید نہیں، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وعیدوں کا ہر وہ شخص مصداق ہے، جو اسبال ازار کرتا ہے، چاہے اس میں تکبر ہو، چاہے تکبر نہ ہو۔

اسبال ازار کب حرام ہے؟

اب سوال یہ ہے کہ کیا پہلی قسم کی احادیث کے مطابق ''خیلاء'' یعنی تکبر کے ساتھ اسبال ازار ممنوع اور حرام ہے، اور اسی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وعیدیں ہیں، یا دوسری قسم کی احادیث کے مطابق مطلقاً اسبال ازار حرام ہے، چاہے تکبر ہو یا نہ ہو؟

''خیلاء'' کی قید واقعی اور اتفاقی ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کفار و مشرکین تفاخر و تکبر اور احساس برتری کے مظاہرے کے لیے اپنے کپڑوں میں حد سے زیادہ اسراف کرتے تھے، جب وہ چلتے تو ان کی چادریں اور لنگیاں زمین پر گھسٹتی تھیں، اور اسے وہ بڑائی کی علامت جانتے تھے، چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب ایک سفیر کی

حیثیت سے قریش کے پاس گئے، تو قریش نے حضرت عثمانؓ کی لنگی ٹخنوں سے اوپر دیکھ کر کہا: کہ آپ اسے نیچی کرلیں، کیوں کہ رؤساء قریش اسے معیوب سمجھتے ہیں، تو آپؓ نے جواب دیا کہ: **"لا، هكذا إزرةُ صاحبي** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" یعنی میں ایسا ہرگز نہیں کرسکتا، کیوں کہ میرے حبیب کی یہی سنت ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب المغازی، غزوۃ الحدیبیۃ، حدیث نمبر: ۳۶۸۵۲)

چنانچہ جن احادیث میں "خیلاء" کی قید ہے، ان میں اس لفظ کے ذریعہ مشرکین کے اسی تکبر کی ترجمانی کی گئی ہے، اوران کے متکبرانہ احوال کواس لفظ "خیلاء" کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ یہ "خیلاء" کی قید مشرکین کی حالت اورواقعہ کو بیان کرنے کے لیے ہے، یعنی یہ قید صرف واقعی ہے، احترازی نہیں ہے؛ لہٰذا اب تکبر ہو، یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننا درست نہ ہوگا۔

کیا عرف وعادت کی وجہ سے اسبال ازار جائز ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالیہ اوراتنی سخت وعیدوں کے بعد کسی ایمان کا دعویٰ کرنے والے کے لیے یہ گنجائش نہیں رہ جاتی کہ وہ بلا کسی عذر شدید کے اسبال ازار کی جرأت کرسکے، اور ادنیٰ بھی دینی غیرت رکھنے والا کوئی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان عالی کے مقابلہ میں عرف وعادت کو ترجیح نہیں دے سکتا اوراس کا بہانہ نہیں بنا سکتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس عمل سے پوری زندگی اجتناب فرمایا اوراپنے صحابہؓ کو اس سے منع فرمایا، حالانکہ صحابہ کرامؓ، امت کی سب سے بہترین جماعت ہیں، اگر تکبر نہ ہونے کا کسی کو دعویٰ ہوسکتا ہے، تو وہ اسی مقدس جماعت کو زیب دیتا ہے، لہٰذا اگر کبر نہ ہونے کی بناء پر اسبال ازار جائز ہوتا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام صحابہ کرامؓ کے لیے جائز

ہونا چاہیے تھا۔

اسبال ازار "کبر" کی وجہ سے ہی ہوتا ہے

عن جابر رضی اللہ عنہ ---- وإياك وإسبال الإزار؛ فإنه من المخيلة وإن الله لا يحب المخيلة۔

(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار، حدیث نمبر: ۴۰۸۴)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپ اسبال ازار سے بچو، کیوں کہ یہ تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے۔

تشریح: صحابہؓ کی طہارت باطنی کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسبال ازار سے ان کو منع فرمانا، اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اسبال ازار کا یہ عمل ہی شریعت کے نزدیک قبیح اور مذموم ہے، چاہے کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اس کے اندر کبر نہیں ہے، بعض احادیث کے اندر "خیلاء" یعنی کبر کی جو قید آئی ہے، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو تکبراً ایسا کرے اس کے لیے وعید ہے، اور جس میں تکبر نہیں ہے اس کے لیے اسبال ازار کی اجازت ہے، بلکہ اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ اسبال ازار کا سبب ہی کبر ہے، یعنی جن کے اندر کبر ہوتا ہے وہی یہ حرکت کرتے ہیں، اسی حدیث کی وجہ سے صاحب فتح الباری علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"وحاصله أن الإسبال يستلزم جرّ الثوب، وجر الثوب يستلزم الخيلاء، ولو لم يقصد اللابس الخيلاء"

یعنی اسبال ازار کپڑے گھسیٹنے کو مستلزم ہے اور کپڑا گھسیٹنا تکبر کو مستلزم

ہے، چاہے پہننے والا تکبر کا ارادہ نہ کرے۔

(فتح الباری ۱۰/ ۳۲۵، کتاب اللباس)

اسبالِ ازار مطلقاً حرام

علماء کی ایک بڑی جماعت نے تکبر اور عدم تکبر کے درمیان فرق کیے بغیر اسبال ازار کو حرام قرار دیا ہے، اور عدم تکبر کے دعوے کو تسلیم نہیں کیا ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے بعد اسبال ازار کرنے کو تکبر کی دلیل قرار دیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھیں: فتح الباری (۱۰/ ۳۲۵، کتاب اللباس)

اسبال ازار کی حالت میں پڑھی گئی نماز کا شرعی حکم

بہت سے مسلمان جن تک اسبال ازار کے سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وعیدیں نہیں پہنچی ہیں، وہ جس طرح نماز سے باہر اسبال ازار کرتے ہیں، اسی طرح نماز میں بھی یہ عمل کرتے ہیں، اور کپڑا اٹھا کر ٹخنے نہیں کھولتے، اسی حالت میں نماز ادا کرتے ہیں، جب کہ اسبال ازار کے سلسلے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وعیدیں بہت ہی سخت ہیں، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: **"لا یقبل صلاۃ مسبل"** یعنی اللہ تعالیٰ اسبال ازار کرنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے، تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اسبال ازار کی حالت میں جو نماز ادا کی گئی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ وہ نماز دوبارہ پڑھی جائے گی، یا مکروہ تحریمی ہوگی یا مکروہ تنزیہی؟

اسبالِ ازار کی حالت میں نماز مکروہ

جس اسبال ازار کی حرکت سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی سختی

سے منع فرمایا ہے، اور جس پر اتنی شدید وعیدیں سنائی ہیں، اسی حرکت کو نماز میں کرنا ، اللہ تعالیٰ کے سامنے اور اس کے دربار میں کرنا، کس درجہ قبیح، مذموم اور کتنا گھناؤنا اور برا عمل ہوگا، اس کا فیصلہ ہر ایمان رکھنے والا دل کرسکتا ہے، اسی لیے علماء نے لکھا ہے کہ: اسبال ازار کے ساتھ جو نماز ادا کی جائے، وہ مکروہ ہوتی ہے۔

ہاں اگر کوئی شرعی معذور ہے، تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے، اسی طرح اگر کسی کے بارے میں غالب گمان ہو کہ اس میں تکبر نہ ہوگا (اور اس کا دعویٰ اس زمانے میں کون کرسکتا ہے اور اگر کوئی کرتا بھی ہے، تو یہ شیطانی دھوکہ ہے الا ماشاء اللہ) تو اس کی نماز اگرچہ اس درجہ مکروہ نہیں، لیکن فی الجملہ کراہت سے وہ بھی خالی نہیں۔

وإطالة الذيل مكروهة عند أبي حنيفة والشافعي في الصلاة وغيرها۔

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک ازار کو ٹخنوں سے زیادہ لمبا کرنا نماز اور خارج نماز دونوں میں مکروہ ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الستر، الفصل الثانی ۲/ ۴ ۶۳۴، حدیث: ۷۶۱)

صادق المصدوق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ اس مسئلہ میں بالکل صریح اور واضح ہیں کہ اسبال ازار علامت تکبر ہے، لہٰذا اس کے بعد تکبر نہ ہونے کا دعویٰ کرنا نفسانی اور شیطانی دھوکہ ہے، جو انسان کا کھلا دشمن ہے، جب صحابہؓ جیسی برگزیدہ اور مقدس جماعت کو اس سے گریز کرنے کا حکم دیا گیا، تو ہم کس شمار میں آتے ہیں، لہذا ہر مسلمان کو نماز کے اندر بھی اور نماز کے باہر بھی اسبال ازار سے پورے طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔

نماز سے پہلے پینٹ وغیرہ کے پائینچے موڑنے کا حکم؟

اسبال ازار کے سلسلے میں جو احادیث اوپر آپ کے سامنے آئی ہیں، اسی طرح اسبال ازار کی حالت میں نماز کا جو حکم بیان کیا گیا ہے، اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے محبت رکھنے والا ہر مومن اپنی پوری زندگی میں اس عمل سے بالکل گریز کرے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انہی احادیث کے احترام میں ہمارے اکثر مسلمان بھائی نماز سے قبل پینٹ وغیرہ کے پائینچے موڑ لیتے ہیں؛ تاکہ ٹخنے کھل جائیں اور کم از کم نماز میں اس گناہ سے بچ سکیں اور ان کی نماز سنت کے مطابق ادا ہو جائے۔

کیا نماز سے قبل پائینچے موڑنا مکروہ ہے؟

تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا نماز سے پہلے پائینچے موڑنے کا یہ عمل درست ہے، اس طرح کرنے سے نماز میں کوئی کراہت تو نہیں آئے گی، کیوں کہ بعض حضرات پائینچے موڑنے کے عمل کو درست قرار نہیں دیتے، اور وہ کہتے ہیں کہ اسبال ازار کی حالت میں ہی نماز ادا کی جائے؟

نماز سے قبل پائینچے موڑنا درست ہے

احادیث مبارکہ کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ہم کپڑے ایسے ہی بنوائیں جن میں خود بخود ٹخنے کھلے رہیں، پائینچے موڑنے کی ضرورت پیش نہ آئے، لیکن ہمارے اکثر نوجوان جو چست جینز یا دیگر پینٹ پہنتے ہیں، جن میں پائینچے موڑے بغیر ٹخنے کھولنے کی کوئی دوسری شکل نہیں ہوتی، تو اب ان کے سامنے دو ہی صورت رہ جاتی ہے، (۱) اسی حالت

میں (یعنی ٹخنے ڈھکے ڈھکے) نماز پڑھنا، (۲) پائینچے موڑ کر نماز پڑھنا۔

پہلی صورت میں وہ مندرجہ بالا ان تمام احادیث کی خلاف ورزی کرنے والے ہوں گے، جن میں اس عمل کی قباحت بیان کی گئی ہے، لہٰذا ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ نماز سے قبل پائینچے موڑ لیں، تا کہ کم از کم نماز کی حالت میں اس گناہ سے بچ سکیں، خلاصہ یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھنا حدیث کی خلاف ورزی ہے اور کم از کم نماز میں پائینچے موڑ کر ٹخنوں کو کھلا رکھنا ضروری ہے۔

نماز سے قبل پائینچے موڑنے کی مخالفت کرنے والے

بعض مکاتب فکر کے علماء اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کسی کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہے، تو وہ نماز سے قبل اپنے پائینچے نہ موڑے، کیوں کہ یہ عمل مکروہ ہے، جس سے نماز میں کراہت آتی ہے، حتی کہ ان میں سے بعض نے اس عمل کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے، اور بعض نے یہاں تک کہا ہے کہ نماز واجب الاعادہ ہوگی۔

مخالفین کے دلائل

یہ حضرات اپنے اس موقف اور مسلک کی تائید میں کئی دلائل پیش کرتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

پہلی دلیل: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث مبارک جس میں کپڑے اور بالوں کو سمیٹنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے:

عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: أمرت أن اسجد على سبعة، لا أكف شعراً و لا ثوباً۔

(بخاری، کتاب الصلاۃ، باب لا یکف ثوبہ فی الصلاۃ، حدیث نمبر:۸۱۶)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں، اور نہ بالوں کو سمیٹوں اور نہ کپڑوں کو۔

تشریح: اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ کپڑوں کا سمیٹنا ممنوع ہے، اور پائینچے موڑنا بھی کپڑے کا سمیٹنا ہے، لہٰذا وہ بھی ممنوع ہوگا۔

دوسری دلیل: فقہاء کی وہ عبارتیں ہیں جن میں "کف ثوب" کی کراہت کا حکم بیان کیا گیا، جیسے ''درمختار'' میں ہے:

وكره كفه: أي رفعه، ولو لتراب، كمشمر كم أو ذيل۔

(درمختار علی ردالمحتار ۲/۴۰۶)

مکروہ ہے کپڑے کو سمیٹنا، چاہے مٹی سے بچنے کے لیے ہو جیسے آستین چڑھانا اور دامن سمیٹنا۔

اور شامی میں اس کے تحت لکھا ہے:

"وأشار بذلك إلى أن الكراهة لا تختص بالكف وهو في الصلاة"

اس کے ذریعہ مصنف نے اشارہ کیا ہے کہ کپڑا سمیٹنے کی کراہت نماز کی حالت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ (ردالمحتار ۲/۴۰۶)

پہلی عبارت میں مطلقاً کپڑا سمیٹنے کو مکروہ قرار دیا گیا ہے، اور شامی میں یہ صراحت کی گئی کہ کپڑا سمیٹنا چاہے نماز کے اندر ہو، یا اس سے پہلے، دونوں حالتوں میں

مکروہ ہے، لہٰذا دونوں عبارتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ انسان جو کپڑا پہنے ہوئے ہے، اگر اسے کہیں سے بھی موڑے، تو یہ عمل مکروہ ہوگا، اور پائینچے موڑنا بھی اسی قبیل سے ہے، لہٰذا یہ بھی مکروہ ہوگا۔

تیسری دلیل: پائینچے موڑنے سے بدہیئتی پیدا ہوتی ہے، اور بری ہیئت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے، لہٰذا پائینچے موڑنے کا عمل بھی مکروہ ہوگا۔

مخالفین کے دلائل کا حقیقت پسندانہ جائزہ

پہلی دلیل کا جائزہ: پہلی دلیل میں نبی پاک ﷺ کی جس حدیث سے پائینچے نہ موڑنے پر استدلال کیا گیا ہے، یہ استدلال درست نہیں ہے، کیوں کہ اس حدیث میں ''کف ثوب'' (یعنی کپڑے سمیٹنے) سے مراد ''ازار'' کے علاوہ قمیص اور چادر وغیرہ ہیں، اور اس کی حکمت صاحب فتح الباری شرح صحیح البخاری علامہ ابن حجرؒ نے یہ لکھی ہے کہ:

"والحكمة في ذلك أنه إذا رفع ثوبه وشعره عن مباشرة الأرض أشبه المتكبر"

اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جب وہ اپنے کپڑے اور بالوں کو مٹی لگنے کے ڈر سے اٹھائے گا، تو اس میں متکبرین کے ساتھ مشابہت پیدا ہوگی۔ (فتح الباری ۲/۲۷۷، کتاب الصلوۃ، باب السجود علی سبعۃ اعظم)

اور پائینچے موڑنا سنت پر عمل کرنے کے لیے ہوتا ہے، نہ کہ تکبر کی وجہ سے؛ لہٰذا یہ اس حدیث کے تحت داخل نہیں، نیز ایک دوسری حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، جو نیچے پیش کی جاتی ہے۔

حدیث سے پائینچے موڑنے کی تائید

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ اس طرح نماز پڑھائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازار کو نیچے سے اٹھائے ہوئے تھے:

عن أبي جُحَيفة رضي الله عنه قال: ۔۔۔ فرأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خرج في حلة مشمّراً، فصلى ركعتين إلى العنزة۔

(بخاری، کتاب الصلوۃ، باب التشمر فی الثیاب، حدیث نمبر:۵۷۸۶)

حضرت ابو جحیفۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے لباس میں تشریف لائے، جس میں ازار کو نیچے سے اٹھائے ہوئے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھائی۔

ایک دوسری سند میں یہ الفاظ بھی ہیں:

كأني أنظر إلى بريق ساقيه۔۔۔

یعنی صحابی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازار نیچے سے اتنی اٹھا رکھی تھی، گویا کہ میں آپ کی پنڈلیوں کی چمک ابھی تک دیکھ رہا ہوں۔

اس حدیث میں ایک لفظ آیا ہے "**مشمراً**" جو "**تشمیر**" سے بنا ہے، اور **تشمیر الثوب** کا معنی لغت میں ہے: آستین چڑھانا، پائینچے موڑنا، پاجامہ ٹخنوں سے اوپر کرنا۔ (القاموس الوحید ۱/۸۸۶، مادہ: ش م ر) نیز علامہ ابن حجر نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے: "**رفع اسفل الثوب**" یعنی کپڑے کے سب سے نچلے حصے کو اٹھانا۔

(فتح الباری ۲/۳۱۵) جس کی ایک شکل پینٹ یا پائجامے کے پائینچے موڑنا بھی ہے۔

پائینچے موڑنا ''کف ثوب'' کی حدیث کے تحت داخل نہیں

اسی لیے علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ احادیث میں ''کف ثوب'' کی جو ممانعت آئی ہے، وہ ''ازار'' وغیرہ کے علاوہ میں ہے:

ویوخذ منه أن النهي عن كف الثياب في الصلاة محله في غير ذيل الإزار۔۔۔ (فتح الباری ۲/۳۱۶)

اس حدیث سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ نماز میں ''کف ثوب'' کی ممانعت ''ازار'' کے نچلے حصے کے علاوہ میں ہے۔

دونوں حدیثوں کے مطالعے سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ پہلی حدیث میں ''کف ثوب'' سے مراد ''ازار'' کے علاوہ دیگر کپڑے ہیں، اور ان کپڑوں میں ''کف ثوب'' کی علت متکبرین کے ساتھ مشابہت ہے، اور دوسری حدیث نیز علامہ ابن حجرؒ کی شرح سے یہ واضح ہوگیا کہ ''ازار'' کے نچلے حصے کو اٹھانا یا موڑنا ''کف ثوب'' کی ممانعت میں داخل نہیں، لہٰذا پائینچے موڑنے کی مخالفت کرنے والے ہمارے بھائیوں کو دونوں حدیثوں کو سامنے رکھ کر اپنے موقف پر نظر ثانی کرنی چاہیے!!!

دوسری دلیل کا جائزہ: حدیث کی اس بھرپور توضیح وتشریح سے یہ مسئلہ بالکل صاف ہوگیا کہ فقہ کی کتابوں میں جس ''کف ثوب'' کو مکروہات صلوٰۃ میں شمار کیا گیا ہے، وہاں بھی ''کف ثوب'' یعنی کپڑے سمیٹنے سے مراد ''ازار'' کے علاوہ دیگر کپڑے ہیں، اور پینٹ یا پائجامہ وغیرہ کا موڑنا اس میں داخل نہیں، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ فقہ کی عام کتابوں

میں ''کف ثوب'' کی مثال میں آستین اور قمیص کے دامن کا تذکرہ ملتا ہے، کہیں ازار یا پائجامے کا ذکر نہیں ملتا۔

نیز فقہ کی کتابوں میں بھی ''کف ثوب'' کی وہی علت بیان کی گئی، جو مذکورہ بالا حدیث کی تشریح میں علت میں گذری ہے، یعنی متکبرین کے ساتھ مشابہت، چنانچہ کنز الدقائق کی شرح تبیین الحقائق میں لکھا ہے:

"(وکف ثوبه) لأنه نوع تجبرٍ"

اور نماز کے مکروہات میں کپڑے کا سمیٹنا ہے، کیوں کہ یہ تکبر کی ایک قسم ہے۔ (تبیین الحقائق ۱/ ۱۶۴، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا)

تیسری دلیل کا جائزہ: ان کی تیسری دلیل یہ ہے کہ پائینچے موڑنے سے بدہیئتی پیدا ہوتی ہے اور بری ہیئت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس دلیل کے دو جواب ہیں۔

فیشن کی وجہ سے سنت ترک نہیں کی جاسکتی

(۱) ٹخنے سے اوپر کپڑا کرنے کو بدہیئتی قرار دینا، بعینہ جدید دور کے افراد کے ذہنوں کی ترجمانی ہے، کیوں کہ سوائے چند حضرات کے ماڈرن دور کا کوئی بھی فرد ٹخنے سے اوپر کپڑا پہننے کو، چاہے جس طرح بھی ہو، اچھی ہیئت قرار نہیں دیتا، بلکہ اس میں عار محسوس کرتا ہے، اور اسے معیوب سمجھتا ہے، تو کیا ہم ان کے معیوب سمجھنے کی وجہ سے اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دیں گے!

اچھی یا بری ہیئت کا فیصلہ کرنے والی سنت ہے

(۲) ٹخنوں سے اوپر پائینچے رکھنے کو بدہیئتی قرار دینا غلط اور بلا دلیل ہے،

کیوں کہ قاعدہ ہے کہ جو ہیئت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو، وہ بری ہیئت نہیں ہوسکتی، اور اس ہیئت کے ساتھ نماز مکروہ نہیں ہوگی، اور ٹخنے کھلے رکھنے، نیز ''ازار'' اوپر اٹھانے کا عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے، جیسا کہ ابھی احادیث میں گذرا، لہٰذا اسے بدہیئتی قرار دینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل اور آپ کی سنت کے خلاف ہوگا، جیسا کہ کُرتے کے بٹن کھلے رہنا بھی بظاہر بدہیئتی ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اس لیے مکروہ نہیں، اور اس سے نماز میں کراہیت نہیں آتی۔

(ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی حل الازرار، حدیث نمبر: ۴۰۸۲)

نماز سے پہلے پائینچے موڑنے کے سلسلے میں علماءِ حق کے فتاویٰ

نماز سے قبل پائینچے موڑنے کے جواز کے فتاویٰ، کتابوں میں کثرت سے موجود ہیں، لیکن اختصار کے پیشِ نظر ہم صرف دو فتووں پر اکتفاء کرتے ہیں، ایک دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ، دوسرا علماءِ عرب کا فتویٰ۔

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ

دارالعلوم دیوبند کے فتوے میں سائل نے نماز سے قبل پائینچے موڑ کر ٹخنے کھولنے سے متعلق مسئلہ دریافت کیا ہے، بعض مخالفین نے جو اسے شبہے میں ڈالا تھا، ان کے دلائل کا مدلل جواب بھی طلب کیا ہے، فتوے میں ان تمام دلائل کے تسلی بخش جوابات دیے گئے ہیں، اور نماز سے قبل پائینچے موڑنے کے عمل کو درست قرار دیا گیا ہے، فتویٰ بعینہ آپ کی خدمت میں پیش ہے:

سوال: کیا پائینچے ٹخنوں سے نیچے اگر ہو رہے ہوں تو انہیں اگر

موڑ کر نماز پڑھ لی جائے تو پائینچے موڑنے کا عمل مکروہ تحریمی کہلائے گا اور نماز واجب الاعادہ ہوگی، نیز اگر کپڑے یا ٹوپی کا کوئی حصہ مڑ جائے تو تب بھی یہی حکم ہے؟ اس کے حوالے میں بریلوی حضرات مختلف فقہاء کے اقوال نقل کرتے ہیں:

(۱) علامہ ابن العابدین الشامی فرماتے ہیں: **أي كمالو دخل في الصلاة وهو مشمر كمه أو ذيله وأشار بذلك إلى أن الكراهة لا تختص بالكف وهو في الصلاة۔** (ردالمحتار)

(۲) **وكره كفه أي رفعه ولو لتراب كمشمر كم أو ذيل۔** (درمختار)

(۳) جوہر نیرہ میں ہے: **ولا يكف ثوبه وهو أن يرفعه من بين يديه أو من خلفه إذا اراد السجود۔**

(الجوہرۃ النیرۃ ۱/ ۶۳)

(۴) **قال عليه السلام: امرت أن اسجد على سبعة اعظم لا أكف ثوبا ولا اعقص شعراً۔**

(۵) حضرت امام بصری سے روایت ہے: کف ثوب کرنے والے کی نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۲/ ۹۱)

آپ سے درخواست یہ ہے کہ ان حوالوں کا مدلل جواب دیں۔

جواب: ٹخنوں سے نیچے پائجامہ یا لنگی لٹکانا ان سخت گناہوں میں سے ایک ہے، جن پر جہنم کی وعید آئی ہے، اس لئے جائز نہیں

ہے کہ وہ اس حکم کی خلاف ورزی کر کے ٹخنے سے نیچے پائجامہ اور پینٹ وغیرہ لٹکائے، عام حالات میں بھی یہ جائز نہیں ہے، اور نماز میں تو اور زیادہ قبیح ہے، ''اسبال'' (ٹخنے سے نیچے پائجامہ یا پینٹ وغیرہ لٹکانا) مطلقاً ناجائز ہے، اگرچہ ''مسبل'' (لٹکانے والا) یہ ظاہر کرے کہ میں تکبر کی وجہ سے نہیں کر رہا ہوں، ہاں اگر غیر اختیاری طور پر ایسا ہو جائے، یا کسی یقینی قرینے سے معلوم ہو کہ اس میں کبر نہیں تو یہ حکم نہیں لگے گا، جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ کے واقعہ میں ہے۔

لہٰذا تکبر اور غیر تکبر کے درمیان فرق کرنا، ایک کو ناجائز اور دوسرے کو جائز کہنا، یا ایک کو مکروہ تحریمی اور دوسرے کو تنزیہی شمار کرنا شراح حدیث کی تشریح کے مطابق صحیح نہیں، اس لئے کہ حدیث کے اندر ٹخنے سے نیچے ازار وغیرہ لٹکانے اور اس کے کھینچنے کو تکبر کی علامت قرار دیا گیا ہے، اور جن احادیث کے اندر ''خیلاء'' کی قید مذکور ہے، یہ قید احترازی نہیں ہے، بلکہ قید اتفاقی یا واقعی ہے کہ ازار لٹکانے والا متکبر ہی ہوتا ہے، ورنہ کیا وجہ ہے کہ ٹخنوں سے اونچا پائجامہ یا پینٹ پہننے میں عار آتی ہے، یا ایسے پہننے والوں کو نظر حقارت سے کیوں دیکھتے ہیں؟ اس بابت ان سے مضحکہ بھی کرتے ہیں،۔۔۔

۔یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسبال مطلقاً ''جر ثوب'' یعنی کپڑا گھسیٹنے کو مستلزم ہے، اور جر ثوب تکبر کو مستلزم ہے، اگرچہ پہننے

والا تکبر کا ارادہ نہ کرے۔(فتح الباری ۱۰؍۲۵۴)۔۔۔۔لہذا اگر کوئی آدمی اس گناہ کا مرتکب ہوتا ہے یعنی لنگی پینٹ وغیرہ ٹخنے سے نیچے لٹکا کر پہنتا ہے، لیکن یہ نماز کے وقت پائینچے کو اوپر چڑھا لیتا ہے تا کہ نماز کے وقت کم از کم گناہ سے بچے، اوراس حدیث کا مصداق نہ بنے اوراس کی نماز اللہ کے یہاں مقبول ہوجائے تو یہ عمل مستحسن ہوگا نہ مکروہ۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بوقت نماز پائینچے کو اوپر چڑھا کر نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی کہنا نہ تو شرعاً صحیح ہے اور نہ عقلاً، سوال میں فقہاء کی جن عبارتوں اور ترمذی کی جس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے ان سے ہرگز یہ بات ثابت نہیں ہوتی، ذیل میں یہ عبارت ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) کمشمر کم أو ذیل أي کما لو دخل في الصلاة وهو مشمر کمه أو ذیله وأشار بذلک إلی أن الکراهة لا تختص بالکف وهو في الصلاة۔

(ردالمحتار)

(۲) ولا یکف ثوبه وهو أن یرفعه من بین یدیه أو من خلفه إذا أراد السجود۔

(۳) قال علیه السلام امرت أن اسجد علی سبعة اعظم لا أکف ثوبا ولا اعقص شعراً۔

حدیث شریف اور فقہی عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ مصلی یعنی نماز پڑھنے والے کے لئے مکروہ ہے کہ وہ آستین چڑھا کر نماز میں داخل ہو، یا دوران نماز اپنے کپڑے کو آگے پیچھے سے سمیٹے تاکہ مٹی وغیرہ نہ لگے، یا پہلے سے کپڑے کو اٹھائے رکھے، مٹی سے بچانے یا اظہار تکبر کے مقصد سے، چنانچہ کنز کی مشہور شرح تبیین الحقائق میں مکروہ ہونے کی علت لکھی ہے "**ولأنه نوع تجبر**" یعنی کراہت اظہار تکبر کی وجہ سے ہے اور اس کے حاشیہ میں "کف الثوب" کے تحت لکھا ہے "**وهو أن يضم أطرافه اتقاء التراب**" اسی طرح ہدایہ میں بھی اس کی علت "**لأنه نوع تجبر**" لکھی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ "کف ثوب" کا یا تو یہ مطلب ہے کہ دوران نماز کپڑا سمیٹے، صاحب غنیۃ المستملی نے یہی تفسیر کی ہے، اس صورت میں کراہت کی وجہ نماز میں دوسرے کام میں مشغول ہونا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ مطلقاً "کف ثوب" مکروہ ہے، خواہ دوران نماز ہو یا کپڑا سمیٹ کر نماز میں کھڑا ہو، تو اس کی وجہ اظہار بڑکپن (تکبر) ہے، کہ نماز میں عبث کے اندر مشغول ہونا ہے، نیز شامی کی عبارت "**کمشمر کم...**" (یعنی آستین چڑھا کر نماز پڑھنا) سے پائینچے وغیرہ کو چڑھا کر نماز پڑھنے کی کراہت پر استدلال صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ آستین چڑھا کر نماز پڑھنے کا

کوئی شرعی مقصد نہیں ہے، کیوں کہ اس سے بے ادبی اور تکبر ٹپکتا ہے، برخلاف نماز کے لئے پائینچے چڑھانا، یہ ایک نیک مقصد یعنی کم از کم دوران نماز گناہ سے بچنے کے لئے ہے اور اس میں نہ تو تکبر ہے اور نہ ہی بے ادبی ہے۔

الغرض ان عبارات سے اس پر استدلال کرنا کہ نماز پڑھنے کے وقت پائینچے کو اوپر چڑھانا مکروہ تحریمی ہے صحیح نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

دار الافتاء دار العلوم دیوبند، فتوی (د):=۹۳-۱۴۳۲۲۱/۲

علماء عرب کا فتویٰ

عرب کا ایک باشندہ جو نماز سے قبل پینٹ کے پائینچے موڑتا تھا، جب اس کے سامنے وہ حدیث آئی، جس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ”میں نہ کپڑے سمیٹتا ہوں اور نہ بالوں کو اٹھاتا ہوں“ تو اس نے اپنے اس عمل کا حکم اور حدیث کا مطلب دار الافتاء سے معلوم کیا۔

فتوے میں یہ بات بالکل واضح کردی گئی ہے کہ نماز سے قبل پائینچے موڑنا ”کف ثوب“ کی ممانعت والی حدیث کے تحت داخل نہیں ہے، لہذا یہ عمل درست ہے، فتویٰ درج ذیل ہے:

السوال: في حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول فيه: (أمرت أن أسجد على سبع وألا أطوي ثوبا ولا أكف شعرا) ونحن في أثناء أوقات العمل نطوي سراويلنا،

حتى نتجنب الإسبال عند الصلاة، فهل ما نقوم به صحيحا؟

الفتوى: الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه أما بعد. فالمعروف في رواية الحديث المشار إليه في السؤال لفظ: ولا أكف ثوباً ولا شعراً. وورد بلفظ: ولا أكفت. ولا نعرفه بلفظ وألا أطوي. هذا ما لزم التنبيه عليه أولاً.

وأما عن حكم المسألة: فإن الإسبال منهي عنه في الصلاة وخارج الصلاة، كما صحت بذلك الأحاديث الكثيرة، فإذا رفع المصلي ثوبه عن حد الإسبال حال الصلاة لم يكن داخلاً في النهي عن كف الثوب في الصلاة الذي ورد فيه الحديث، لأنه مأمور بهذا الكف في الصلاة وخارجها. وقد نص بعض أهل العلم على أن الكراهة في كف الثوب في الصلاة إنما تحصل إن كان هذا الكف لغير حاجة، فإن كان لحاجة فلا كراهة. قال صاحب روض الطالب من الشافعية: (ويكره للمصلي ضم شعره وثيابه لغير حاجة. انتهى كلامه رحمه الله. والله أعلم.

تاريخ الفتوى، ١٥/ جمادى الثانية ١٤٢٣هـ (فتاوى الشبكة

الإسلامية ۱۱/۲۴/ ۷۰۲۴)المؤلف:لجنة الفتوی بالشبكة الإسلامية۔

ترجمہ: سوال: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں اور نہ کپڑوں کو موڑوں اور نہ ہی بالوں کو سمیٹوں، اب سوال یہ ہے کہ ہم کام کے اوقات میں اپنے پائجامہ وغیرہ کو نیچے سے موڑتے ہیں، تاکہ نماز کے وقت اسبال کے گناہ سے بچ سکیں تو کیا ہمارا یہ عمل درست ہے؟

جواب: الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه أما بعد! سب سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ سوال میں جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے، یہ حدیث **"ولا أكف ثوبا وشعراً"** نیز **"ولا أكفت"** کے الفاظ کے ساتھ کتب حدیث میں مذکور ہے، لیکن **"وأن لا أطوي"** کا لفظ غیر معروف ہے۔

رہا مسئلہ کا حکم، تو اسبال ازار نماز اور خارج نماز دونوں میں ممنوع ہے، جیسا کہ بہت ساری احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے، لہٰذا اگر کوئی مصلی اپنا کپڑا نماز کی حالت میں اسبال کی حد سے اوپر اٹھاتا ہے تو وہ مذکورہ بالا حدیث کا مصداق نہیں ہوگا، جس میں کپڑا موڑنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے، اس لیے کہ کپڑے کا موڑنا نماز اور خارج نماز میں حکم شرعی ہے، اور کئی اہل علم نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ نماز میں کپڑا موڑنے میں کراہت اس وقت ہوتی ہے جب کہ یہ عمل بلاضرورت ہو، اگر ضرورت کی وجہ سے ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، روض الطالب کے شافعی مصنف لکھتے ہیں کہ بغیر ضرورت مصلی کے لیے اپنے بالوں اور کپڑوں کا سمیٹنا مکروہ ہے، فقط واللہ اعلم۔

حرف آخر

اس پوری بحث اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ نیز محدثین کرام کی تشریحات اور فقہاء کی عبارتوں سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہوگیا کہ اسبال ازار شریعت کی نگاہ میں ممنوع اور حرام ہے، چاہے اسبال ازار کرنے والا یہ دعویٰ کرے کہ اس میں تکبر نہیں ہے، نیز یہ مسئلہ بھی بالکل صاف ہوگیا کہ اگر کوئی مسلمان گناہ سے بچنے کے لیے نماز سے پہلے اپنی پینٹ وغیرہ کے پائینچے موڑتا ہے تاکہ اس کی نماز سنت کے مطابق ہو اور وہ کم ازکم نماز کی حالت میں اسبال ازار کے گناہ سے بچ سکے، تو اس کا یہ عمل بالکل درست ہے، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہے، لہٰذا جو حضرات نماز سے قبل پائینچے موڑنے کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں اپنے مسلک سے اوپر اٹھ کر ان احادیث اور محدثین کی ان تشریحات کو بغور پڑھنا چاہیے، جن میں اس عمل کی انتہائی مذمت اور قباحت بیان کی گئی ہے، اور پائینچے موڑنے اور ٹخنے کھولنے کے عمل کو درست قرار دیا گیا ہے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا۔ (الحشر:۷)

اور رسول جو کچھ دیں، وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں، اس سے رک جاؤ۔

مختصر تعارف نامہ

نام: امدادالحق بختیار

ولدیت: حضرت مولانا محب الحقؒ تلمیذ مفتی نسیم احمد فریدی امروہیؒ

تاریخ پیدائش: یکم جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۵؍فروری ۱۹۸۲ء

آبائی وطن: موضع پروہی، بلاک بسفی، ضلع مدھوبنی، بہار

حالیہ اقامت: جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد، حیدرآباد، تلنگانہ۔

رابطہ: Email, ihbq1982@gmail.com,

موبائل: Mob,9032528208, 8328083707

ابتدائی تعلیم: مدرسہ حسینیہ دارالعلوم پروہی و جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ

تکمیل ناظرہ وحفظ: جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ ۱۴۱۵ھ

دوسالہ قراءت حفص: جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ ۱۴۱۶ھ-۱۴۱۷ھ

فارسی تا چہارم عربی: جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ ۱۴۱۸ھ-۱۴۲۲ھ

پنجم تا دورۂ حدیث: دارالعلوم/ دیوبند ۱۴۲۳ھ-۱۴۲۸ھ

تکمیل ادب: دارالعلوم/ دیوبند(۱۴۲۹ھ ۲۰۰۹ء -۲۰۰۸ء)

تکمیل افتاء: دارالعلوم/ دیوبند، (۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۱۰ء-۲۰۰۹ء)

تدریس: جامعہ اسلامیہ دارالعلوم/ حیدرآباد، از: ۱۴۳۱ھ تا حال

صدر شعبہ عربی ادب: دارالعلوم/ حیدرآباد

رئیس تحریر عربی مجلہ: الصحوۃ الاسلامیہ، دارالعلوم/ حیدرآباد